ارشاد المرشد

یعنی

بیعت کی حقیقت



مصنف:

حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:

محمد شعیب حسین قادری

ارشاد المرشد

یعنی

بیعت کی حقیقت

مصنف:

پیر طریقت، مفتی اعظم مہاراشٹر، حضور اشرف الفقہاء

رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد مجیب اشرف قادری رضوی

ناشر:

محمد شعیب حسین قادری

کتاب کانام......... ارشاد المرشد

مصنف .... پیر طریقت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف رحمۃ اللہ علیہ

ناشر................ محمد شعیب حسین قادری

اشاعت .... ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

تعداد ....

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

عرض ناشر

کچھ "ارشادالمرشد" کے بارے میں

زیر نظر رسالہ جو تصوف کے مسائل و معلومات پر مشتمل ہے حضور اشرف الفقہاء رحمۃ اللہ علیہ کے وہ فرمودات ہیں جو مورخہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۰۴ء منگل کے روز بعد نمازِ ظہر بمقام الجامعۃ الرضویہ انوار العلوم ہاشمی کالونی نظام آباد، آندھرا پردیش میں اپنے مریدین و معتقدین کے درمیان آپ نے بطورِ نصیحت ارشاد فرمایا۔

مریدین نے آپکے ناصحانہ فرمودات کو ریکارڈ کر لیا تھا پھر حضرت مولانا جان محمد صاحب مدرس الجامعۃ الرضویہ نظام آباد نے اسکو کیسیٹ سے نقل فرما کر ہم تمام مریدین و معتقدین پر احسان عظیم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

خلیفۂ حضور اشرف الفقہاء علامہ مولانا غلام مصطفےٰ قادری برکاتی صاحب نے حضور اشرف الفقہاء سے اجازت لیکر ان مفید ارشادات کو ۵ جمادی الآخر ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۳ جولائی ۲۰۰۵ء کو "ارشاد المرشد" کے نام سے رسالہ کی شکل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ناشر اور ارشاد المرشد

زیر نظر رسالہ کی اشاعت کے لئے حضرت غلام مصطفیٰ برکاتی صاحب کی جانب سے شائع کردہ "ارشاد المرشد" سے مدد لی گئی ہے۔ فقیر نے کتاب میں جہاں کہیں قرآن کریم کی آیت پائی اس کا حوالہ اور ترجمہ کنز الایمان سے پیش کیا ہے، اور جہاں احادیث مبارکہ پائی ان کا بھی حوالہ علماء اہل سنت کی مدد سے شامل کیا ہے۔ اور کتاب کو تخریج مع بہترین رسم الخط کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اِنْ شَآءَ اللّٰہ اس کتاب کو حضور اشرف الفقہاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پہلے عرس کے موقع پر ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ کو منظر عام میں لایا جائے گا۔

اس کام میں آپ کو جو خوبیاں نظر آئیں یقیناً وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی عنایت سے ہیں اور علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام اور حضور اشرف الفقہاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے فیضان کا صدقہ ہیں اور اس کے باوجود احتیاط کے جو خامیاں رہ گئیں انہیں میری طرف سے نادانستہ کوتاہی پر محمول کیا جائے۔ قارئین خصوصاً علمائے کرام دَامَتْ فُیُوْضُھُمْ سے گزارش ہے اگر کوئی خامی آپ محسوس فرمائیں یا اپنی قیمتی آراء اور تجاویز دینا چاہیں تو مجھے مطلع فرمایئے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی رضا کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

محمد شعیب حسین قادری

فون: +916362029945

ای میل: shoaib7kp@gmail.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مختصر حیاتِ حضور اشرف الفقہاء رحمۃ اللہ علیہ

حضور اشرف الفقہاء حضرت العلام مفتی محمد مجیب اشرف قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ بانی و مہتمم الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ، ناگپور کی ذاتی گرامی محتاجِ تعارف نہیں آپ بیک وقت بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ جلیل القدر عالم با عمل، کہنہ مشق مفتی، بہترین مدرس، کامیاب منتظم، باکردار مہتمم، مناظر، پیر طریقت، رہبر شریعت اور حسن و اخلاق کے دھنی تھے۔ آپ کی صحبت میں ایک دو بار حاضر ہونے والا آپ کی پر کشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت آپکے وطنِ مالوف مدینۃ العلماء، محلّہ کریم الدین پور، قصبہ گھوسی ضلع، مئو (اعظم گڑھ) یوپی کے خوشحال علم دوست گھرانے میں مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنیچر بوقت سحر ہوئی۔

بیعت

شبیہ غوثِ اعظم، سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے ۱۹۵۲ء میں آپ مرید ہوئے اور آپ ہی نے آپ کی روحانی تربیت فرمائی نیز خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

استاذ

فقیہ العصر، شارحِ بخاری، نائب مفتی اعظم حضرت العلام مفتی شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ کے یہ واحد شاگرد ہیں جن سے ابتداء تا انتہی کی تعلیم حاصل کی۔

فراغت

آپ نے ۱۹ سال کی عمر میں ۱۹۵۷ء میں مرکزِ اہل سنت دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف سے فراغت حاصل فرمائی۔

تدریس

آپ ک پیر و مرشد کے حکم پر ۱۹۵۸ء میں جامعہ عربیہ ناگپور میں نائب شیخ الحدیث کی حیثیت سے گئے اور تقریباً ۹ سال تک ایک اچھے مدرس کی حیثیت سے درس دیتے رہے۔ ساتھ ہی شہر ناگپور کی مختلف مساجد میں درسِ قرآن و درسِ حدیث دیتے رہے اور یہ درسی و تبلیغی سلسلہ تاحیات جاری رہا۔

دار العلوم امجدیہ کا قیام

ناگپور میں ۱۹۶۶ء میں الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ایک عظیم ادارہ قائم فرما کر قوم وملت کو ایک دینی وملیّ سرمایہ عطا فرمایا جس میں مہاراشٹر، ایم پی، آدر پردیش، کرناٹک، گجرات، یوپی، بہار، کے سیکڑوں طلباء اپنی علمی پیاس آکر بجھا رہے ہیں۔

اسی طرح آپ نے بہت سے اداروں کی بنیادیں رکھیں اور بہت سے اداروں کی سرپرستی فرمائی جس میں خاص طور سے نوساری، گجرات جہاں سنیت کا نام لینا بھی جرم تھا وہاں حضرتِ والاؒ نے اپنی

سرپرستی میں ۱۹۸۸ء میں دار العلوم انوارِ رضا کی بنیاد رکھی جو گجرات کا ایک بہت ہی اچھا اور معیاری دار العلوم ہے جس کی خدمات سے پورا علاقہ فیض پا رہا ہے۔

اسی طرح آندھرپردیش کے ضلع کریم نگر کے قصبہ سدی پیٹ میں بنام دار العلوم انوارِ مصطفٰے اپنی نگرانی میں قائم فرمایا جس کے بانی وناظم اعلیٰ اور روحِ رواحضرت سید حسین صاحب ہیں جو حضرت کے مریدِ خاص ہیں اس علاقہ میں اہلسنت کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔

حضرتِ والا کا علمی اور روحانی فیضان ہندوستان کے ہر شعبہ مین جاری وساری ہے آپ کے ہزاروں تلامذ ہندو بیرونِ ہند دین وملت کی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔

آپ کی مجلس میں عام ہو یا خاص علمی گفتگو اور رشد ہدایت کی باتیں ہوتیں تھیں۔یہی وجہ ہے کے آپ کی محفل میں بیٹھنے والا چند ہی دنوں میں اپنے اندر خش آئند تبدیلی محسوس کرتا ہے آپ سے جب بھی کوئی سوال کیا جاتا تھا تو آپ سائل کی سمجھ اور حیثیت کے مطابق ایسا تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے کے اسکی سمجھ میں فوراً آجاتا تھا،الجھے سے الجھے مسائل ومعاملات کو بڑی حسن وخوبی کے ساتھ حل کر دینا آپکا ہی حصہ تھا۔تدبُّر،معاملہ فہمی،دور اندیشی میں آپکا جواب نہیں غرض کے اللہ تعالیٰ نے آپکو ہزاروں خوبیوں کا سرسبز وشاداب گلدستہ بنایا تھا۔

وصالِ پرملال

۱۵ ذالحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ٦ اگست ۲۰۲۰ء،بروز جمعرات،۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تدفین بروز جمعہ بوقت فجر ہوئی،آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک "ناگپور"،ہند میں ہے۔

ارشاد المرشد یعنی بیعت کی حقیقت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط اَمَّا بَعْد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ج (۱)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ج يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۵۶﴾ (۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَ سَلِّمْ

صَلٰوۃً وَّ سَلٰماً عَلَیْكَ یَا رَسُلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ

میرے عزیزو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو چیزوں سے بنایا ہے، ان میں سے ایک ظاہر ہے، دوسری باطن۔ ظاہر ہر نظر آنے والی اور باطن ہر چھپی ہوئی چیز جو نظر نہیں آتی۔ ان میں جو نظر آنے والی چیز ہے وہ بدن ہے جس کو انگریزی (English) میں باڈی (Body) کہتے ہیں اور جو چیز چھپی ہوئی ہے اسکو روح کہتے ہیں، جب نظر آنے والے بدن سے نظر نہ آنے والی روح کنیکٹ

---

(۱) .... (پ۲۶، الفتح: ۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

(۲) .... (پ۲۲، الاحزاب: ۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(Connect) ہوتی ہے، یعنی روح کا تعلق بدن سے ہو جاتا ہے تو یہ مٹی سے بنا ہوا بدن زندہ ہو جاتا ہے ،اب وہ چلتا پھرتا، ہنستا بولتا، سوتا جاگتا، لکھتا پڑھتا ایک سمجھدار صاحبِ شعور وجود بن جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بدن یا باڈی(Body) کے اندر رہنے والی روح جو نظر نہیں آتی وہی اصلی انسان ہے، بدن کے انگ انگ اور بال بال میں اس کی جلوہ گری ہے، اسی سے زندگی اور حیات کی بہار قائم ہے۔

خیال رہے یہ بدن روح کا مکان ہے اور روح اس مکان کی مکین ہے، ظاہر ہے مکان کی رونق مکین ہی سے ہوتی ہے، جس مکان مین کوئی رہنے والا نہ ہو وہ سنسان اور ویران ہو جاتا ہے۔ یہ آنکھ، ناک اور کان وغیرہ سب کے سب اس مکان کے دروازے اور کھڑکیاں ہیں، انہیں دروازوں اور کھڑکیوں سے روح دیکھتی اور سنتی ہے، آنکھ نہیں دیکھتی آنکھ میں جو روح ہے وہ دیکھتی ہے، کان نہیں سنتا، کان ایک کھڑکی ہے اس سے جو آواز ٹکراتی ہے اسکو روح سنتی ہے، یہ ہاتھ پاؤں جو چل رہے ہیں یہ خود نہیں چلتے ان کے اندر اتنی طاقت وانرجی(Energy) ہے ہی نہیں کے وہ چل سکیں، یہ روح کی کرشمہ سازی ہے جو انہیں چلارہی ہے۔ زبان بولتی ہے، نعت پڑھتی ہے، قرآن کی تلاوت کرتی ہے یہ سب اسی روح کی نغمہ سنجیاں ہیں، ورنہ کہاں یہ مشت خاک اور کہاں یہ ہنگامہ روز وشب، یہ سب روح کی تماشہ آرائیاں ہیں۔

آپ دیکھتے ہیں کے سائنسدانوں نے ایک ایسا ریموٹ کنٹرول(Remote Control) ایجاد کیا ہے جس کی مدد سے پلاسٹک(Plastic) ،لوہے اور ایلومنیم(Aluminium) سے بنے ہوئے کھلونے، گاڑیاں، کار، ہوائی جہاز وغیرہ کس طرح چلتے پھرتے، ناچتے کودتے، آگے پیچھے ہوتے نظر آتے ہیں، بلا تمثیل اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور حکمتِ بالغہ سے مٹی کے بے جان بدن میں روح کا پاور فل

رموٹ کنٹرول(Powerful Remote Control) رکھ دیا ہے، جسکی وجہ سے یہ بدن چلتا پھرتا اور اپنے دائرہ عمل میں ہر وہ کام کرلیتا ہے جو وہ چاہتا ہے ورنہ بدن کی حیثیت سوکھی مٹی کے کھنکھناتے برتن سے زیادہ نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾(۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی مٹی سے۔

خیال رہے اللہ تعالیٰ نے جسم کو باقی وسلامت رکھنے کے لئے اس دنیا میں کھانے پینے کی چیزیں، اناج پانی وغیرہ ہزاروں قسم کی نعمتیں پیدا کی ہیں، اسی طرح روح کی صحت وتوانائی کے لئے روحانی سامان و اسباب بنائے ہیں، جن کو جاننا اور سمجھنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے تاکہ روح کی طلب اور ضروریات کو پورا کرسکے، روح بھی بھوکی پیاسی ہوتی ہے، اسکو کھلانا پلانا بھی ہے، پاک وصاف رکھنا بھی ہے، زیورِ علم وعمل سے آراستہ کرنا بھی ہے اور زہد وتقویٰ کے لباس سے اسکو سجانا بھی ہے تاکہ آخرت کی کامیابی حاصل ہوسکے۔

بدن نظر آتا ہے اس لئے اسکی ضروریات کے سامان نظر آتے ہیں بازاروں میں بکتے ہیں اور دکانوں سے خریدے جاتے ہیں، مگر چونکہ روح نظر نہیں آتی اس لئے اسکی ضروریات کے ساز وسامان بھی نظر نہیں آتے اور نہ ہی لوگوں کو روحانی دکان وبازار کا علم ہے۔ انہیں چیزوں کی جانکاری اور واقفیت کے لئے جانکار شیخ کی ضرورت پڑتی ہے جو مرید کا ہاتھ پکڑ کر طریقت کی منڈی گھمائے پھرائے، ضروریاتِ روح کو پورا کرنے والی چیزیں کن دکانوں سے حاصل کرسکتے ہیں ان کی نشاندہی کروادے،

---

(۱) .... (پ۲۷، الرَّحْمٰن: ۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری۔

اور کن دکانداروں سے خرید و فروخت کرنا چاہئے اور کن سے بچنا چاہئے مریدوں کو اچھی طرح سمجھادے تاکہ دھوکھا نہ کھائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مرید اپنے پیر کے سامنے ایک بے بس چھوٹے کمزور بچے کی طرح ہوتا ہے، جس کی پرورش اور دیکھ بھال کے لئے اللہ رب العزت جل مجدہ نے ماں باپ کو مقرر فرمایا ہے اسی طرح مرید کی روحانی دیکھ بھال اور پرورش کے لئے شیخِ کامل کو متعین کیا ہے۔ماں باپ اور شیخِ طریقت دونوں کے اندر پرورش میں مماثلت پائی جاتی ہے،ماں باپ کے عادات واطوار کی چھاپ ان کی گود میں پلنے والے بچے پر پڑتی ہے۔ماں باپ اگر آوارہ مزاج، بد چلن ہوں گے تو بچہ بھی ویسا ہی بنے گا الّا ماشآء اللہ،ماں باپ نیک، پرہیز گار ہیں تو بچہ بھی نیک ہی ہو گا الّا ماشآء اللہ ،اسی طرح شیخ اگر فاسق وفاجر، خلاف شرع کاموں کا ارتکاب کرنے والا آزاد خیال ہو گا الّا ماشآء اللہ اسکی صحبت میں رہنے والا مرید بھی اسی کی طرح بے راہ ہو جائیگا اور اسکی آخرت تباہ وبرباد ہو کر رہ جائیگی، مثل مشہور ہے،"دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا"۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اس لئے پیر ایسا ہو جو مریدوں کے حق میں ماں باپ سے زیادہ شفیق ومہربان ہو، بااخلاق وخوش گفتار ہو، پابندِ شریعت اور متقی وپرہیز گار ہو، تاکہ مرید میں پیر کی خوبیاں پیدا ہو جائیں اور مرید کی آخرت کامیاب ہو جائے،اور پیری مریدی کا یہی اصل مقصد ہے کہ آخرت سنور جائے۔اسی لئے روحانی پرورش ماں باپ کے ذمہ نہیں رکھی گئی ہے اسکے لئے اللہ جل مجدہ نے اپنے فضل سے ایک مقدس روحانی سلسلہ قائم فرمادیا ہے۔جس طرح انسان کا جسمانی سلسلہ سیدنا ابو البشر آدم علیہ السلام سے جاملتا ہے

اور انہی پر جا کر ختم ہو جاتا ہے، اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سب سے پہلے ہوئی، ان کے بعد انسانی سلسلہ شروع ہوا، اسی طرح روح کا روحانی سلسلہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے وجود کے روحانی سلسلوں کو اصل یعنی حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا چونکہ آدم علیہ السلام کا سلسلہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ملتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے بھی پہلے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"(۱)

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام کے بدن سے روح کا تعلق بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ وَكُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُّوْرِ اللهِ"(۲)

یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے میرے نور کو پیدا فرمایا اور پھر میرے نور سے تمام مخلوق کو وجود بخشا۔

---

(۱)............ فی "جامع الترمذی"، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی، الحدیث: ۳۶۲۹، ج۵، ص۳۵۱.

"عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! صلی اللہ علیہ وسلم مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: ((وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ))"

و فی "الدر المنثور"، ج۶، ص۵۶۹. "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَتٰى كُنْتُ نَبِيًّا؟ قَالَ: ((وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ))"...؛ وانظر "مدارج النبوة"، ج۲.

(۲)............ "المصنف" لعبد الرزاق بسنده، کتاب الایمان، باب فی تخلیق نور محمد، الجزء المفقود من الجزء الاوّل، الحدیث: ۱۸، ص۶۳...؛ و فی "المواهب اللدنيا" و "الزرقانی"، ج۱...؛ وانظر "مدارج النبوة"، ج۲.

سلسلۂ طریقت

جس طرح بدن کی بقاء اور اسکی طاقت و توانائی کے لئے اسکو کھلایا پلایا جاتا ہے، اسکے آرام و راحت کا بھرپور خیال رکھا جاتا ہے اور اسکے دکھ درد کو دور کرنے کی فکر کی جاتی ہے اسی طرح آپ کو اپنی روح کی بھی حفاظت کرنی ہے، طریقت کا سلسلہ دراصل روحانی تربیت اور روح کی طاقت و قوت کی حفاظت بالیدگی کا ایک پاکیزہ مقدس سلسلہ ہے، جس سے جڑ جانے کے بعد روحِ انسانی کی پوشیدہ انرجی(Energy) ابھرنے لگتی ہے اور روح اسٹرانگ(Strong) اور طاقتور اور مضبوط ہو جاتی ہے، اس وقت شیطان جیسے طاقتور دشمن سے لڑنے اور اسکے شر سے بچنے کی اسمیں طاقت اور حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے۔

جس طرح آدمی ورزش اور کسرت کرکے باڈی بلڈر(Body builder) اور طاقتور بن جاتا ہے تو اسکا دشمن اس سے ڈرنے لگتا ہے، اسی طرح جب مومن ایمان و عقیدے کی سلامتی کے ساتھ اچھے عمل، ذکر و اذکار اور ریاضت و مجاہدہ کرکے روح کو طاقتور بنالیتا ہے تو شیطان اس سے ڈرنے لگتا ہے اس لئے ضروری ہے کے شیطان جیسے ازلی دشمن کی شرارتوں سے بچنے اور بچانے کے لئے باڈی بلڈر(Body builder) کی طرح تم بھی روحانی بلڈر(Roohani Builder) بن جاؤ، شریعت کی پابندی، اپنے سلسلہ کے اوراد و وظائف، ذکر و اذکار کو اپنے اوپر لازم کرلو، کھیل تماشوں اور دوسری بیہودگیوں سے بچو، اور نیک کاموں کی طرف توجہ دو اسی میں بھلائی اور آخرت کی کامیابی ہے۔

جس طرح پہلوان اور باڈی بلڈر(Body builder) بننے کے لئے اکھاڑے، جیم خانے ہوتے ہیں جہاں ورزش کے طور طریقے سکھانے والا استاد ہوتا ہے جو اپنے شاگردوں کو ڈنڈ بیٹھک، اور ورزش کے طور طریقے سکھاتا ہے اسی طرح روحانی بلڈر(Roohani Builder) بننے کے لئے اچھے شیخِ

طریقت اور اسکی خانقاہ کی حاضری ضروری ہے۔ جہاں شیخ اپنے سعادت مند مریدوں کی ذکر و اذکار اور ریاضت و مجاہدہ کی تعلیم دیکر روحانی تربیت کرتا ہے اور سعادت مند مرید اپنے مرشدِ برحق کی ہدایتوں پر عمل کرتا ہے تو آہستہ آہستہ اسکی روح پاور فل (Powerful) اور توانا ہو جاتی ہے اسکا بدن اگرچہ دیکھنے میں دبلا پتلا کمزور ہوتا ہے مگر وہ خود پاور فل (Powerful) ہوتا ہے اسکی نگاہ میں روحانیت کی چمک، پیشانی سے ایمان کا نور ظاہر اور زبان میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ اسکی برکتوں سے بڑے بڑے کام چشم زدن میں انجام پاتے ہیں اور سخت سے سخت مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طاقت

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جو پستہ قد اور دیکھنے میں دبلے پتلے تھے آپ کی بہ نسبت بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قد آور تھے باوجود اسکے خیبر کی جنگ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے لئے کسی دوسرے کو منتخب نہیں فرمایا، سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا کہ جاؤ خیبر کا قلعہ فتح کرو، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میدان میں گئے اور لڑتے لڑتے خیبر کے قلعہ کے دروازے پر پہنچ گئے، قلعہ کے بھاری بھر کم لوہے کے دروازے کو پکڑا اور اسے یوں اکھاڑ پھینکا جیسے طاق پر رکھی ہوئی ماچس کی ڈبی کو اتار کر پھینک دیا جائے دروازہ اتنا وزنی تھا کہ ستر (۷۰) پہلوانوں سے بھی نہیں اٹھایا جاتا۔(۱)

میرے عزیز! یہ جسم کی طاقت تھی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو انکے مرشد اعظم، شیخ اکبر، حضور اکرم، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خیر و برکت سے عطا ہوئی اس لئے روحانی تربیت کے لئے شیخ کامل کی

---

(۱)............ انظر فی "سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" ص:۳۸۸......؛ وانظر لتفصیل..."المواھب اللدنیة و شرح الزرقانی"، ج۳ باب غزوة خیبر.

بہر حال ضرورت ہے۔ روحانی تربیت کے بعد آدمی اگرچہ بظاہر دبلا پتلا دکھائی دیتا ہے مگر ہوتا بڑا پاور فل(Powerful) ہے، اسکے اشارہ میں وہ طاقت ہوتی ہے جو بڑے بڑے ٹینک(Tank) اور راکٹ(Rocket) میں نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر مرید کو روحانی تربیت کے لئے اپنے اوقات میں سے تھوڑا بہت وقت نکالنا چاہیئے، جس کی شروعات ذکر و فکر سے کرنی چاہیئے اور شیخ کی ہدایتوں کے مطابق ہونا چاہیئے۔

بیعت کیا ہے؟

خیال رہے روحانی تربیت اور روح کی قوت بڑھانے اور ڈیولپ(Develop) کرنے کے لئے اہل نظر، صاحب دل، متبع شریعت شیخ سے بیعت ہونا ضروری ہے۔ بغیر بیعت و ارادت سلوک کا راستہ طے کرنا سخت دشوار بلکہ ناممکن ہے۔

بیعت کا لفظ، عربی زبان کا ہے جو بیع سے بنا ہے اور بیع کا معنی 'بیچنا' ہے، خرید و فروخت کے بعد بیچی ہوئی چیز خریدار کی ملکیت میں آجاتی ہے۔ خریدنے والا اس چیز کو اپنی حیثیت کے مطابق اپنے طور پر استعمال کرتا ہے، اسکی حفاظت کا انتظام کرتا ہے اور اسکو ڈیولپ(Develop) کرتا ہے، مثلاً ایک ویران بنجر زمین کہیں پڑی ہوئی تھی جہاں لوگ جاکر گندگی کرتے، گندے نالوں کا پانی اسکے اوپر سے دن رات بہتا ہے، ہر طرف خودرَو خاردار جھاڑیاں بد جانور اور سانپ بچھو کا مسکن تھی لیکن اس خراب زمین کے دن پھرے، قسمت بدلی، ایک بہت بڑے بلڈر(Builder) نے اسکو خرید لیا اور مشین(Machine)، ٹراکٹر(Tractor) اور بلڈوزر(Bulldozer) منگوایا، تمام گڑھوں، نالوں کو پٹوا کر ہموار بنایا جتنے خودرو، جھاڑ جھنکاڑ تھے سب کو کٹوا کر صاف کر دیا، پھر پلاننگ(Planning) کر کے اس زمین پر خوبصورت ایر کنڈیشن(Air condition) بنگلے اور فلیٹ(Bungalow & Flat)

تعمیر کروائے، گارڈن(Garden)اور پلے گراؤنڈ(Play ground)بنوائے،اب وہی ویران، بدبودار زمین چمن زار بن گئی، جہاں لوگ جانا پسند نہیں کرتے تھے وہاں شہر کی بڑی شخصیتیں آکر آباد ہونا پسند کرتی ہیں، ہر طرف چہل پہل اور رونق ہی رونق نظر آرہی ہے، آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ ایک اچھے مالدار قابل بلڈر(Builder) کے ہاتھ زمین 'بیچ' کی گئی اور اس نے اسکوڈیولپ(Develop) کیا۔ اگر یہی زمین کسی فقیر گداگر کے ہاتھ بیچ دی جاتی یا دیدی جاتی تو یقین جانیئے اس زمین کے دن نہ پھرتے قسمت نہ بدلتی، جس کے ہاتھ میں زمین دی گئی ہے وہ بیچارہ خود مفلس وقلاش ہے، جو اپنے گھر اور حالات کو سنوار نہیں سکتا وہ اتنی بڑی زمین کو کیا سنوار سکتا ہے۔ جو کنواں خود سوکھا پڑا ہے وہ دوسروں کی پیاس کو کیا بجھائے گا، خود محتاج ہے دوسروں کی جھولی کو کیا بھریگا، وہ تو موقع پاکر دوسروں کی جیب خالی کر دیگا۔

میرے عزیز! ہمارا وجود ایک سنسان، ویران بنجر زمین کی طرح تباہ حال پڑا ہوا ہے، دل کے پلاٹ(Plot) پر خواہشاتِ نفس اور گناہوں کی خاردار جھاڑیاں اوگی ہوئی ہیں، گندے خیالات اور برے وسوسوں کی گندی نالیاں شب وروز رواں دواں ہیں، شیطان جیسا خبیث بد جانور وہاں آتا جاتا ہے، رنج والم کے سانپ بچھو اپنا بسیرا ابنائے ہوئے ہیں، ان تمام خرابیوں اور کرب ناکیوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے، وہ ہے صاحبِ دل شیخِ طریقت کامل ہوگا تو اس کے پاس عقیدے کی توانائی، علم کا پاورفل بلڈوزر (Powerful Bulldozer)، اعمالِ صالحہ کا رولر(Roller) اور حسنِ اخلاق کی پلاننگ(Planning) ہوگی، جس کے ذریعہ مرید کے دل کی ناہمواری کو ہمواری بنائے گا خواہشاتِ نفس کے کانٹوں سے دل کو صاف کریگا، ذکر وفکر کے ذریعہ تمام گندے وسوسوں سے دل کو پاک بنائیگا اور رنج والم کی کربناکیوں سے چھڑا کر نفس مطمئنہ سے ہمکنار کریگا، یہی بیعت کا

مقصدِ اصلی ہے۔ جب مرید اس مقام پر پہنچ کر تمام باطنی گندگیوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے تو غوث وخواجہ کا پسندیدہ، اعلیٰ حضرت کا نور دیدہ، ولیوں کا دلارا اور اللہ ورسول کا پیارا ہو جاتا ہے اور دونوں جہاں میں اسکو عزت وعظمت حاصل ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴿۹۶﴾ "(۱)

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب اللہ ان کے لئے محبت کرنے والوں کو تیار کر دیگا۔ اب مرید کا دل خراب ویران نہیں رہیگا شاد وآباد اور پر نور ہو جائیگا، اسمیں رسول اکرم سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عقیدت ومحبت کا حسین تاج محل بنے گا کیونکہ اب اس پر شیخِ باکمال کا کنٹرول (Control) ہے۔ یہاں نہ شیطانی خیالات، وسوسے کی گندی نالیاں بہتی نظر آئیں گی نہ ہی فسق وفجور کی خاردار جھاڑیاں اگتی دیکھائی دیں گی، جب شیخِ معظم کا روحانی بلڈوزر (Bulldozer) چلے گا تو سب صاف ہو جائیں گے ہر سو اللہ کی گونج، تلاوتِ قرآنِ پاک کا نور اور اعمالِ صالحہ کی چہل پہل سنائی دیگی، سبحان اللہ کیا فائدہ ہے بیعت کا، بیعت کوئی رسم ورواج نہیں ہے۔

تکمیل بیعت

شریعت میں بیع (خرید وفروخت) جب ہی مکمل ہے کہ بائع (بیچنے والا) بیچی ہوئی چیز کو مشتری (خریدنے والے) کے قبضہ میں دیدے اگر خریدار کو پورا قبضہ نہیں دلایا تو بیع ناتمام اور ناقص ہوتی ہے اس طرح خرید وفروخت کا جو مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح بیعت کا مطلب ہے مکمل طور پر خود سپردگی یعنی مرید اپنے آپکو پورے طور پر مرشد کے حوالے کر دے، چون چرا کی قطعاً کوئی

---

(۱)............(پ۱۶، مَرْیَم:۹۶) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کر دے گا۔

گنجائش باقی نہ رہے ورنہ بیعت ناقص ہوگی فیض وفائدہ مرید کو نہ مل سکے گا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہ

دیکھئے جب کوئی کسی چیز کو خرید لیتا ہے تو وہ چیز اسکی ہو جاتی ہے، خریدار اپنی مرضی سے اس چیز کو چاہے جس طرح رکھے، مثلاً کسی نے بکری خریدی تو وہ بکری کا مالک ہو گیا، مرضی مالک کی چلے گی بکری کی نہیں اسکو اب ہر چراگاہ اور کھیت میں چرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اب آوارہ گھومنے پھرنے نہیں دیا جائیگا، مالک جہاں چرائے چرنا پڑیگا، جہاں باندھے وہیں رہنا ہوگا، جدھر لیجائے جانا ہوگا، اگر نہ جائے شرارت کرے رسی تڑائے تو کھینچ کھاچ کر مار پیٹ کر لیجایا جائیگا، زیادہ سرکشی کرے تو ایسے جانور کو قصائی کے حوالے کر دیا جاتا ہے، سکھ چین سے وہی جانور رہتا ہے جو مالک کے قابو میں رہ کر مالک کی مرضی کے مطابق زندگی گزارے۔ اسی طرح مرید ہو جانے کے بعد سمجھ لینا چاہئے کہ ہم نے اپنے آپکو مرشد کے ہاتھ پر بیچ دیا ہے، شیخ جو کہے اسی کے مطابق عمل کرنا پڑیگا۔

ع 'سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے'

اس لئے صوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ مرید کی مثال مردے کی طرح ہے اور شیخ کی مثال غسّال یعنی مردے کو نہلانے والے کی طرح ہے۔ میت غسّال کے ہاتھ میں بے بس ہوتی ہے، وہ جس رخ کو لٹائے لیٹ جاتی ہے جس کروٹ گھمائے گھوم جاتی ہے، گرم یا ٹھنڈا پانی سے نہلائے نہا لیتی ہے، جیسا کفن پہنائے پہن لیتی ہے، اسی طرح مرید کو پیر کے ہاتھ میں 'مردہ بدست زندہ' ہونا چاہئے۔ پیر کی خواہش مرید کی خواہش، پیر کی مرضی مرید کی مرضی ہونی چاہئے تب جاکے فیض حاصل ہوتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پابندِ شریعت ہو، اور وہ اپنے شیخ کا مطیع وفرمانبردار ہو پھر شیخ

کا شیخ اپنے شیخ کا یہ سلسلہ چل کر آخری شیخ، شیخ الشیوخ سید عالم ﷺ پر ہو، اس طرح شیخ کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ کی شریعت کی پابندی اور پاسداری جس پیر میں پائی جائے وہی شیخ اور مرشد برحق ہے۔ باقی نفس کا دھوکہ شیطانی فریب اور اغوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے شیطان کے شر سے، آمین۔

فرمانِ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

پیر پیراں، میر میراں، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قیمتی ارشاد ہے، آپ فرماتے ہیں کہ کوئی ہوا میں اڑتا ہے، اور پانی پر چلتا ہے مگر شریعت کا پابند نہیں ہے تو وہ شیطان ہے، چیل کوؤں اور مچھلیوں سے آگے نہ بڑھ سکا بر خلاف اسکے ہوا میں نہیں اڑتا، پانی پر نہیں چلتا مگر ہے شریعت کا پابند تو وہ مقبول بارگاہِ الٰہی ہے، شریعت اور دین پر استقامت ہر کرامت سے بڑھ کر ہے "اَلْاِ سْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃ" عقیدے کی سلامتی اور شریعت کی پابندی کے بغیر ولایت کے مقام بلند تک رسائی نہیں ہو سکتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ "(۱)

یعنی اللہ کے دوست متقی ہی لوگ ہوتے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شیخ وہی شیخ ہے جو شریعت کا پابند ہو چاہے اس سے کرامت ظاہر ہو یا نہ ہو، سب سے بڑی کرامت شریعت کی پابندی ہے، بر خلاف اس کے کچھ لوگ مریدوں کو یہ بتاتے ہیں کہ طریقت الگ ہے، شریعت الگ (معاذ اللہ) ایسا کہنا کھلی گمراہی اور آزاد خیالی ہے، شریعت ایک دریائے ناپید اکنار ہے اسی کا ایک حصہ طریقت ہے، کل سے جز ہے، کل نہیں تو جز کہاں۔

---

(۱)............ (پ۹، الْاَنْفَال: ۳۴) ترجمۂ کنزالایمان: اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں

سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

کسی صاحب نے سید الطائفہ حضور جنید بغددری رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ حضور! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "شریعت الگ اور طریقت الگ ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ شریعت سر کے بال کی طرح ہے اور طریقت اسکی مانگ کی طرح ہے۔ اگر سر میں بال نہ ہوں تو مانگ کیسے نکالی جاسکتی ہے" گنجے اور ٹکلے کے سر میں مانگ کی آرزو ہوس ہی ہوس ہے، اسی طرح بے شرع سے طریقت کے فیضان کی تمنا خیال خام ہے۔

ع "ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی"

سرکار مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

میرے پیر و مرشد مفتیٔ اعظم بھی تھے اور متقی اعظم بھی، عالم اجل بھی تھے اور ولی اکمل بھی۔ آپ کا وجود مسعود اپنے زمانہ میں شریعت و طریقت کا سنگم، علم و عرفان کا مجمع البحرین تھا۔ ان کی ہر ادا سے زہد و تقویٰ ٹپکتا تھا، ایک واقعہ بتاتا ہوں جو بظاہر بہت معمولی ہے مگر اس سے تقویٰ و خشیتِ الٰہی کا ایک آبشار چھلتا نظر آئیگا، ملاحظہ ہو۔

حضرت سیدی و مرشدی حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ ایک روز ظہر کی نماز کے لئے مسجدِ رضا، محلّہ سوداگران، بریلی شریف میں تشریف لائے دیکھا کہ ایک نل سے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں، کسی نے نل کو ٹھیک سے بند نہیں کیا تھا اس لئے آہستہ آہستہ وہ نل سے پانی ٹپک رہا تھا اس پر حضرتِ والا کی نظر پڑی اور جاکر نل کی خود اپنے ہاتھوں سے بند کر دیا۔ پھر مغرب میں تشریف لائے دیکھا کہ دوسرا نل اسی طرح ٹپک رہا ہے، آپ نل کے پاس تشریف لے گئے اور ناراضگی کے انداز مین فرمایا معاذ اللہ کیا کِیا جائے لوگوں کو اتنا بھی خیال نہیں کہ پانی رائگاں جائیگا، نل کو اچھی طرح بند کر دیں، پانی اللہ تعالیٰ

کی بیش بہار نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ بلاضرورت اسکو ضائع کرنا گناہ ہے، اسکا بھی بروز حشر حساب دیناہو گا۔ کسی آنے والے کو سوجھائی نہیں دیتا کہ نل ٹپک رہاہے، پانی برباد جارہاہے اسکو بند کردے، اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ فرماکر آپ وضو کے لئے بیٹھ گئے، جب حضرت والا علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کسی کو سوجھائی نہیں دیتا کہ نل ٹپک رہاہے اسکو بند کردے اس وقت میرے دل نے کہا کہ حضور دوسروں کی نگاہ میں خشیت ربّانی اور تقویٰ کی وہ روشنی کہاں جو آپ کی نگاہ کرامت میں ہے، چند قطرات کی اضاعت کا احساس کیا معنی رکھتاہے بالٹی کا بالٹی پانی بلاضرورت لوگ بہاڈالتے ہے اور کان پر جوں تک نہیں رینگتی، پاسِ شریعت اور احساسِ خشیت آپ جیسے اہل نظر کا حصہ ہے۔

میرے عزیزو! بات کتنی چھوٹی اور معمولی ہے مگر کس کے لئے، ہم جیسے عام لوگوں کے لئے، لوگوں نے تو اس پانی کے چند قطروں کو بیقدری کی نگاہ سے دیکھا اور اسکو ضائع ہونے سے بچانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، لیکن سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ جن کی پوری زندگی تقویٰ شعاری میں گزری وہ بھلا نعمت الٰہی کو رائگاں ہوتے ہوئے کیسے گوارہ کرلیتے، جبکہ ان کی نگاہِ حفاظت کے لئے بیقرار نظر آئے،

ع، 'خدا رحمت کنند این عاشقان پاک طینت را'۔

کرامت کیا ہے؟

کسی مومن پابند شریعت سے ایسی بات کا ظاہر ہونا جو عقل اور عادت کے خلاف ہو اسکو کرامت کہتے ہیں۔ تمام اہل سنت کے علماء، فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اولیاء کی کرامت حق ہے جو اس کا انکار کرے اور نہ مانے وہ گمراہ اور اہل سنت سے خارج ہے۔

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

ایک شخص تھا جس نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ولایت و کرامت کا شہرہ سن رکھا تھا وہ شخص مرید ہونے کی غرض سے آپکی خدمت میں حاضر ہوا، اسکا ارادہ یہ تھا کہ پہلے کرامت دیکھونگا پھر مرید ہو جاؤنگا خانقاہ غوثیہ میں ایک عرصہ تک ٹھہرا رہا مگر اسکو اس عرصہ میں کوئی کرامت نظر نہ آئی، ایک روز بلا مرید ہوئے واپس جانے لگا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پیر روشن ضمیر تھے، آپ نے دریافت فرمایا پھر مرید کیوں نہیں ہوئے؟ کہنے لگا کہ میں یہ سوچ کر آیا تھا کہ پہلے کوئی کرامت دیکھ لونگا پھر مرید ہو جاؤنگا، آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے میرا کوئی کام شریعت کے خلاف دیکھا؟ بولا نہیں، آپکا ہر قدم شریعت کے مطابق، آپکی ہر سانس کو سنت کا پابند پایا، آپ نے فرمایا سن لے 'اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَة' ہر کرامت سے بڑھ کر کرامت دین و شریعت پر مضبوتی کے ساتھ قائم رہنا ہے۔ یہ فرما کر آپنے عصاء مبارک کی طرف اشارہ فرمایا جو خانقاہ کے ایک گوشہ میں رکھا ہوا تھا اشارۂ غوثیہ پاتے ہی وہ عصا روشن ہو گیا جیسا کہ ٹیوب لائٹ(Tube Light)روشن ہو تا ہے، آپ نے فرمایا کہ تم ابھی یہی تو دل میں سوچ رہے تھے کہ اس لکڑی سے عبد القادر کوئی کرامت دکھائے۔ بولا ہاں یہی سوچ رہا تھا۔ یہ کہہ کر قدموں پر گر گیا اور اپنی کم فہمی سے توبہ کر کے مرید ہو گیا، سبحان اللہ! سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہو گیا کہ آنے والا کیا سوچ رہا ہے اور یہ بھی پہلے ہی معلوم ہونے کے باوجود آپکا ابتک کچھ نہ فرمانا اس شخص کے خیالِ فاسد پر تنبیہ کرنے کے لئے تھا کہ کرامت دیکھ کر مرید ہونیکا خیال فاسد اور ارادت و سلوک کی راہ میں رکاوت ہے ارادت کے لئے دین و ایمان کی سلامتی اور شریعت محمدی کی پابندی بنیادی شرط ہے۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزیر
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

آج لوگ کہتے ہیں کہ لاٹھی کا روشن ہو جانا کرامت ہے، ہوا میں اڑنا کرامت ہے، پانی پر چلنا کرامت ہے، آگ کا انگارہ کھانا کرامت ہے بلاشبہ مومن صادق، اللہ والے سے ان باتوں ظہور کرامت ہے، مگر یہ سب چھوٹی چھوٹی کرامت ہیں، دین پر استقامت اور پابندئ شریعت سب سے بڑی کرامت ہے، کسی سے کچھ کرامت ظاہر نہ ہو صرف اس میں یہی پاسدارئ شریعت اور دین پر استقامت ہو وہ سب سے بڑا با کرامت ہے، ایسے ہی کو مرد خوش اوقات، اہل اللہ اور جوان مرد کہتے ہین، ایسے ہی لوگوں سے رجوع کروانا سے فیض حاصل کرنے کے لئے پوری عقیدت رکھو، ایسے لوگوں کی طرف سے بدگمانی کو راہ نہ دو ورنہ ہلاک و برباد ہو جائگا۔

شرائط پیری

جس طرح نماز کے لئے قبلہ، کپڑے، بدن اور جگہ کا پاک ہونا اور باوضو ہونا شرط ہے اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے نماز ہر گز درست نہیں ہو گی، اسی طرح پیر کے لئے کچھ شرطیں ہی۔ پیر میں ان تمام شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے بغیر ان شرطوں کے پیر بننا اور اس سے مرید ہونا جائز نہیں ہے۔ علماء کرام اور صوفیاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ صحیح پیر میں چار بنیادی شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے، بغیر ان کے مشخیت کی گدی پر بیٹھنا جائز نہیں۔

(۱) مومن سنی صحیح العقیدہ ہونا کہ سب سے بنیادی اور اہم شرط ہے تمام شرائط واعمال کی صحت کا اسی پر دارو مدار ہے۔

(۲) عالم ہونا، یعنی اسکے پاس اتنا علم ہو کہ اپنی ضروریات کے تمام مسائل کو خود حل کرے یا کتابوں سے اسکا حل نکال سکے۔

(۳) فاسق معلن نہ ہو، یعنی خلافِ شرع باتوں سے بچتا ہو، اسکا ظاہری حال شریعت کے مطابق ہو۔

(۴) اسکا سلسلہ حضور اکرم سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے متصل ہو۔[1]

سلسلہ میں کہیں کوئی ایسا پیر نہ پایا جائے جو بد عقیدہ اور فاسق و فاجر ہو اگر ہے تو وہ سلسلہ متصل نہیں ہو گا اگر چہ اپنا پیر ٹھیک ہو، یا بغیر پیر سے خلافت حاصل کئے ہوئے پیری مریدی شروع کر دی ہو تو اس صورت میں بھی سلسلہ منقطع مانا جائیگا ایسے سلسلہ میں مرید ہونا درست نہیں۔

اس لئے بیعت سے پہلے ان چار باتوں کی تحقیق کر لینی چاہیئے صرف ذکر، فکر اور چِلوں سے کام نہیں چلے گا پیری مریدی برائے نام ایک رسمی چیز ہو کر رہ جائیگی پیر اور اس سلسلہ کے تمام مشائخ کرام میں اگر مذکورہ چاروں باتیں پائی جاتی ہیں تو پھر مرید کی استعداد اور حوصلے کے اعتبار سے سلسلہ کا فیض ملنا یقینی ہے اور مرشد کی طرف سے جو ذکر و فکر اوراد و وظائف مرید کو تلقین کئے جائیں گے ان کے روحانی اثرات مرید سعید کے قلب پر پڑیں گے، جس سے زندگی میں دینی اور روحانی انقلاب رونما ہوتا محسوس ہو گا۔

میرے عزیزو! میں تو اہل سنت کا ایک معمولی سا خدمت گزار ہوں مجھ میں کوئی خوبی اور لیاقت نہیں، میں تو سچا مرید ہونے کے بھی لائق نہیں ہوں چہ جائیکہ لوگوں کو مرید کروں، پھر بھی آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے یہ آپ کا حسن ظن ہے۔ ایک مومن سے حسن ظن رکھنے کا انشاءآللہ آپ لوگوں کو ثواب ملیگا، حدیث شریف میں فرمایا گیا 'ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا'[2] یعنی مسلمانوں کے بارے میں اچھا خیال رکھا کرو، (یہ تمام باتیں حضرت نے انکساری کے طور پر فرمائی ہے۔)

---

(۱)............ "الفتاوی الرضویة"، ج۲۱، ص۵۰۵، ۴۹۴، ۶۰۳

(۲)............ فی المعجم الکبیر: ظَنُّوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ خَيْرًا. ترجمہ: مومن مرد و عورت کے ساتھ حسن ظن رکھو۔ المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۳۹، ج ۲۳، ص ۱۵۶.

بھائیو! ہم لوگ الیکٹریشین (Electrician) کی طرح ہیں، الیکٹریشین (Electrician) کا کام کنکشن (Connection) جوڑ دینا ہے، کرنٹ (Current) پیدا کرنا نہیں، کرنٹ (Current) پیدا کرنا تھرمل پاور ہاؤس (Thermal Power House) کا کام ہے اور سپلائی (Supply) کرنا سب اسٹیشن (Station) کی ذمہ داری ہے، گنبد خضراء روحانیت کا پاور ہاؤس (Power House) ہے، بغداد معلیٰ میں اسکا مین سٹیشن (Main Station) ہے باقی مشائخ کرام چھوٹے بڑے سب اسٹیشن (Station) اور دوسری روحانی تنصیبات ہیں جن کے واسطوں اور وسیلوں سے سلسلہ سے منسلک لوگوں تک روحانی و عرفانی کرنٹ (Current) پہنچتا ہے۔ آپ کا کنکشن (Connection) جوڑ دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اسکو تادم زیست سلامت رکھے اور اسکی آبرو بچانے کا شعور عطا فرمائے۔

آمین آمین یارب العالمین!

سلسلہ کی آبرو کیسے بچے گی؟

جیسے بجلی کے بلب (Bulb) کے اندر بیچ میں ایک باریک نازک تار ہوتا ہے اور جہاں کرنٹ (Current) پہنچ کر روشنی دیتا ہے، اگر اسکو زور سے جھٹکا لگ جاتا ہے تو وہ نازک تار ٹوٹ جاتا ہے اور شارٹ (Short) اور فیوز (Fuse) ہو جاتا ہے۔ روشنی دینا بند کر دیتا ہے، روشنی دینا بند کر دیتا ہے، مین سوئچ (Main Switch) سے لیکر پاور ہاؤس (Power House) تک تمام تنصیبات (سسٹم (System)) بلکل ٹھیک ٹھاک ہیں، مگر بلب (Bulb) میں روشنی نہیں۔ اسی طرح ہر مومن کے دل میں بلب (Bulb) کی طرح جو محبتِ رسول ﷺ کا بہت باریک نازک تار ہے جس کی وجہ سے انسان مومن کا باطن جگمگاتا رہتا ہے، ہر مومن پر فرض ہے کہ اسکی حفاظت کرے، گستاخِ رسول ﷺ، بددین کی صحبت سے دور بھاگے، ورنہ اسکی بدعقیدگی کے جھٹکے سے محبتِ رسول ﷺ کا نازک

تار ٹوٹ جائیگا، اور باطن کے نہاں خانہ میں اندھیرا پھیل جائیگا تسبیح و مصلّٰی، داڑھی جبّہ، چلی چلا سب دھرا کا دھرا رہ جائیگا کچھ کام نہ آئیگا اس لئے ضروری ہے کہ کنکشن (Connection) بھی ہو اور فیوز (Fuse) بھی سلامت ہو تب جا کر روشنی ملیگی، اسکی تائید حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے آپ نے فرمایا ہیں:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ(۱)

یعنی تم مین کوئی شخص اس وقت تک مؤمن کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میری محبت اس کے دل میں اس کے ماں باپ اور آل واولاد سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

دوسری حدیث میں ہے محبت کے اس نازک رشتہ کی حفاظت کی خاطر ارشاد فرمایا کہ بدعقیدوں اور گمراہوں سے اس طرح دور رہو کہ:

لَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُجَالِسُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ (او کما قال)(۲)

یعنی نہ ان کے ساتھ مل جل کر کھاؤ پیو، نہ ان کی صحبتوں میں بیٹھو، نہ ان سے شادی بیاہ کرو، نہ ان کے پیچھے نماز پڑھو، اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھو، کہیں تم کو وہ گمراہ نہ کریں تمکو فتنے میں مبتلا نہ کردیں،

---

(۱)............ "صحیح البخاری"، کتاب الایمان، باب حب الرسول الخ، الحدیث: ۱۴، ج۱، ص۱۷؛

"صحیح مسلم"، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول الخ، الحدیث: ۷۰۔(۴۴) ص: ۴۲

(۲)............ "عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ وَاِنْ لَقِیْتُمُوْھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ وَلَا تُجَالِسُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ وَلَا تُجَالِسُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ" =

اِیَّاکُمۡ وَاِیَّاھُمۡ[(۱)] اپنے آپکو ان سے ہر طرح بچانا، اگر وہ تمہارے پاس آئیں تو سختی سے ان کو بھگا دینا۔

اس دورِ پر فتن میں جو اس حدیث پر عمل کرتے ہیں وہی محفوظ ہیں اور جو لوگ اعتدال کی روش پر چلے وہ بہک گئے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اس لئے میرے بھائیو! سید عالم ﷺ کی محبت سے دل کو آباد رکھو، اولیاء اللہ کی عقیدت کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو اور اپنے شیخ کے مطیع و فرمانبردار ہو کر رہو تمہارا کنکشن (Connection) اور فیوز (Fuse) سلامت رہیگا دل کا گھر، قبر اور حشر ہر جگہ اجالا ہی اجالا ہو گا، سچے جزبے اور خیر کا ارادہ لیکر آپ مرید ہوں، خدارا اسکو رسم نہ بنائیں۔

ذکر کے فائدے

قلب و روح کی صفائی اور نفس امارہ کی پٹائی کے لئے صوفیاء کرام نے قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کے اقوال کی روشنی میں ذکر کے مختلف طریقے مقرر فرمائے ہیں۔ ذکر کے طریقے اگرچہ مختلف ہیں

= ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بدمذ اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

(اس حدیث کو ابو داؤد نے حضرت ابن عمر اور ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیل و ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا رضی اللہ عنہم)

"سنن ابن ماجه"، عن جابر بن عبد الله، الحديث: ۹۲، ج۱، ص۷۰، "کنز العمال"، عن انس، الحديث: ۳۲۵۲٦، ج٦، ص۲٤٦ .... بہ حوالہ انوار الحدیث، ص۹۰

(۱)............ "اِیَّاکُمۡ وَاِیَّاھُمۡ لَا یُضِلُّوۡنَکُمۡ وَلَا یَفۡتِنُوۡنَکُمۡ"

ترجمہ: جس قدر ممکن ہو ان سے دور رہنا کہیں وہ تمہیں گمراہی اور فتنہ میں نہ مبتلہ کر دیں۔

"صحيح مسلم"، المقدمة، باب النهى عن الروايه... الخ، ص۹، الحديث: ۷)

مگر مقصد سب کا ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی بدن کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے چھ بڑے اہم اعضاء بنائے ہیں:

(۱) ہاتھ، (۲) پاؤں، (۳) کان، (۴) ناک، (۵) آنکھ اور (۶) منہ

تمام کام انہیں اعضاء سے انجام پاتے ہیں اگر ان میں کسی عضو کو لقوہ یا فالج کی بیماری لگ جائے تو وہ عضو بدن کے لئے بیکار بلکہ بسا اوقات وبالِ جان بن جاتا ہے، یہ اعضاء صحت مند اور سلامت ہیں تو زندگی کا مزا اور بدن کی ایکٹویٹی (Activity) سلامت رہتی ہے، زندگی خوش و خرّم کے ساتھ گزارتی ہے۔

اسی طرح روح کے لئے "لطائفِ ستہ" چھ لطیفے ہیں یعنی قدرت نے روح کے لئے چھ پوائنٹ (Point) مقرر فرمائے ہیں، صوفیائے کرام نے ان کی اس طرح تعیین و تشخیص فرمائی ہے پھر ان کے کام کی مناسبت سے ان کے الگ الگ نام رکھ دیئے ہیں۔ جب تک یہ لطائف زندہ و بیدار رہتے ہیں تو تمام روحانی ایکٹویٹیز (Activities) جاری و ساری رہتی ہیں اور روحانی زندگی میں بہار ہی بہار ہوتی ہے۔

لطائف ستہ (چھ لطائف یہ ہیں)

(۱) لطیفۂ نفس، (۲) لطیفۂ قلب، (۳) لطیفۂ روح، (۴) لطیفۂ سر، (۵) لطیفۂ خفی، (۶) لطیفۂ اخفیٰ

ان چھوؤں کے پائے جانے کی جگہیں بھی الگ الگ ہے۔

(۱) لطیفۂ نفس: لطیفۂ نفس ناف کے نیچے ہوتا ہے۔

(۲) لطیفۂ قلب: لطیفۂ قلب کا مقام بائیں چھاتی سے دو انگل نیچے قلب کے پاس ہوتا ہے۔

(۳) لطیفۂ روح: لطیفۂ روح کی جگہ داہنے چھاتی سے دو انگل نیچے ہے۔

(۴)لطیفۂ سر: لطیفۂ سر لطیفۂ قلب وروح کے بیچ سینے کے نیچے اور پیٹ کے اوپر پایا جاتا ہے۔

(۵) لطیفۂ خفی: لطیفۂ خفی وسط پیشانی ٹھیک سجدہ گاہ کے پاس ہے۔

(۶) لطیفۂ اخفیٰ: لطیفۂ اخفیٰ بیچ سر میں پایا جاتا ہے۔

اگر آپ ان کی تفصیلات جاننا چاہتے ہیں تو تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کریں، یہاں صرف لطیفۂ نفس کے بارے میں ضرورت کے پیش نظر تھوڑی وضاحت کر دینا ضروری ہے۔

لطیفہ نفس

صوفیائے کرامؒ رضی اللہ عنہم کے نزدیک لطیفۂ نفس کا مقام ناف ہے۔ شیطان ناف کے راستہ سے انسان کے بدن میں داخل ہوتا ہے پھر رگوں میں خون کے ساتھ گردش کرتا ہے دل میں وسوسے ڈالتا ہے پھر نفس اعضاء کو گناہوں پر اکسا کر حرام کاری کا مرتکب بناتا ہے گویا ناف "گیٹ آف شیطان (Gate of Satan)" ہے۔ فقہائے کرام اور صوفیائے عظام فرماتے ہیں نمازی ناف کے نیچے ہاتھ باندھے تو ہاتھوں کو ڈھیلا نہ رکھے بلکہ دبا کر رکھے، اس عمل سے ان شآء اللّٰہ تعالیٰ وسوسے آنا آہستہ آہستہ بند ہو جائینگے۔

نفس کی حالتیں

نفس کی تین حالتیں ہوتی ہے (۱)امارہ، (۲)لوامہ اور (۳) مطمئنہ

- نفس جب سرکشی کرتا ہے آدمی کو برائیوں سے رغبت اور بھلائیوں سے نفرت دلاتا ہے تو اسکو "نفس امارہ" کہتے ہیں۔
- اور گناہ پر ملامت کرتا ہے، یا گناہ کے بعد نادم ہو کر پچھتاتا ہے تو اسکو "نفس لوامہ" کہتے ہیں۔

- اور جب ذکر و فکر، عبادت و ریاضت سے اسکو اطمینان کلی مل جاتا ہے تو اسکو "نفس مطمئنہ" کہتے ہیں۔

ان تینوں کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔(۱)

چونکہ نفسِ امارہ شیطان کی سواری ہے یہی آدمی کو برائیوں پر اوبھارتا ہے شراب پلاتا ہے جوا کھلاتا ہے زنا کرواتا ہے سینما(Cinema) دکھاتا ہے، ٹیوی (T.V) پر دن بھر بیٹھار کھتا ہے اور نماز چھڑاتا ہے، غرض برائیوں کی ہر وقت ترغیب دلاتا رہتا ہے۔ اس لئے صوفیائے کرام کی پہلی توجہ نفس امارہ کو کمزور بنانے اور مارنے کی طرف ہوتی ہے اسی کو ان کی اصطلاح میں نفس کشی کہا جاتا ہے۔ جب آدمی کا نفس امارہ کو کمزور پڑنے لگتا ہے تو اس وقت نفس لوامہ کو قوت اور حوصلہ

---

(۱)........... (پ۱۳، یُوْسُف: ۵۳)

"وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌۢ بِالسُّوٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓ ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵۳﴾"

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ۲۹، اَلْقِيَامَة: ۲)

"وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾" ترجمۂ کنزالایمان: اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے۔

(پ۳۰، اَلْفَجْر: ۲۷)

"يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾" ترجمۂ کنزالایمان: اے اطمنان والی جان

ملتا ہے یہاں تک کہ برائیوں سے نفرت اور نیکیوں سے رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ یہ جذبہ خیر اتنا ترقی کر جاتا ہے کہ آدمی نیکیوں کو زندگی اور برائیوں کو موت جانتا ہے یہاں تک کہ صرف خیر ہی سے نفس کو اطمینان و سکون ملتا ہے۔ جب اس مقام پر آدمی پہنچ جاتا ہے تو اسکو نفس مطمئنہ حاصل ہو جاتا ہے نفس مطمئنہ ہو جانے کے بعد صراطِ مستقیم پر چلتے ہوئے نفسانی اور شیطانی روکاوٹیں دور ہو جاتی ہے اور اسپر عنایت ربانی سے وہ وہ نوازشات ہونا شروع ہو جاتی ہیں کہ جنکا انسان تصوّر بھی نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ سبکو نفس مطمئنہ کی دولت بخشے اور اپنے ذکر کی لذتوں سے آشنائی عطا فرمائے، آمین آمین۔

نفس امارہ کو کیسے ماریں

نفس کشی کے بغیر طریقت کے راستے پر ایک قدم چلنا نا ممکن ہے کیونکہ نفس امارہ گھر کے اندر کا دشمن ہے، نفس امارہ شیطان کی سواری اور اسکا سب سے بڑا مددگار ہے۔ شیطان جو باہر کا دشمن ہے اسی کے ذریعہ سے آدمی کے بدن میں داخل ہو کر وسوسے ڈالتا ہے۔ نفس امارہ کو اگر کچل دیا جائے تو شیطان کی آدھی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ اسکے بعد شیطان کے شر کو دفع کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ خیال رہے کہ نفس امارہ لاٹھی، ڈنڈے، بندوق، ریوالور (Revolver) اور گولے بارود سے نہیں مرتا اور نہ ہی ان چیزوں کا اسپر کوئی اثر ہوتا ہے۔ اسکو مارنے کے لئے اہل طریقت صوفیائے کرام نے ذکر و فکر، ریاضت و مجاہدے کے مختلف طریقے مقرر کئے ہیں جو قرآن و حدیث اور صحابہ و تابعین کے اقوال سے ماخوذ ہیں، ہر سلسلہ کے طریقوں میں اگرچہ اختلاف نظر آئیگا مگر سب کا مقصود ایک ہے وہ ہے نفس امارہ کو مارنا۔

(۱) نفس جب خلافِ شرع کام کرنے کی خواہش کرے تو آپ اس کام کو نہ کرنیکا پختہ ارادہ اور کثرت سے توبہ و استغفار اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِّیِ الْعَظِیْم پڑھنا شروع کر دیں اگر مکروہ وقت نہیں تو وضو کرکے کم از کم چار رکعت نفل نماز پڑھ لیں اگر آپ کے ذمہ کچھ چھوٹی ہوئی نمازیں باقی ہیں تو بجائے نفل کے اسی کو ادا کریں یہ زیادہ بہتر ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں اس طرح بار بار کرنے سے نفس ڈھیلا پڑنے لگے گا۔

(۲) رات کو سونے سے پہلے تمام ضروریات سے فارغ ہو کر تازہ وضو کریں، پھر دو رکعت نماز نفل پڑھیں اس کے بعد:

- سُوْرَةُ الْوَاقِعَة،
- سُوْرَةُ یٰسٓ اور
- سُوْرَةُ الْمُلْك بلاناغہ روزانہ پڑھا کریں، پھر بستر پر لیٹ کر
- سُوْرَةُ الْفَاتِحَة،
- الٓمّٓ سے الْمُفْلِحُوْنَ تک (البقرۃ: ۱ تا ۵)،
- اَلْاٰیَةُ الْکُرْسِیّ (البقرۃ: ۲۵۵)، اور
- سُوْرَةُ الْبَقَرَة کا آخری حصہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورہ تک (البقرۃ: ۲۸۵،۲۸۶)

اس کے بعد درود شریف پڑھیں، انشآء اللّٰہ تعالیٰ نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

(۳) ذکر نفی و اثبات نفس امارہ کو کمزور اور دل کو پر نور بنانے کے لئے بہت مؤثر ہے۔ چاہئے کہ روز رات میں تمام ضروریات سے فارغ ہو کر ایسی جگہ بیٹھے جہاں نہ شور و غل اور ایسی آوازیں نہ آئیں جس سے دل بٹے باوضو قبلہ رو چہار زانو بیٹھ کر مندرجہ ذیل شروع کریں۔

ذکرنفی واثبات

اس ذکر کو نفی واثبات اس لئے کہتے ہیں کہ لَآ اِلٰهَ سے تمام معبودان باطِل کی مکمل طور پر نفی (انکار) کیا جاتا ہے۔ پھر لفظ اِلَّا اللّٰهُ سے اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی الوہیت (معبودیت) کا اثبات (اقرار) کیا جاتا ہے جب یہ ذکر پست آواز سے ہو تو اسکو ذکر سِرّی یا ذکر بالسان کہتے ہیں اور بلند آواز سے ذکر کرنے کو ذکر جہری یا ذکر بالجہر کہتے ہیں۔

- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ٢٠٠ بار
- اِلَّا اللّٰهُ ٤٠٠ بار
- اَللّٰهُ ٦٠٠ بار
- اول آخر درود شریف تین تین بار۔

ترکیبِ ذکر جہری

(ا) ذکر جہر سے پہلے:

- دس (١٠) بار درود شروف
- دس (١٠) بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰه
- تین (٣) بار فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴿١٥٢﴾[1]

پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

---

(١)............(پ٢، البقرة: ١٥٢) ترجمۂ کنزلایمان: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

پھر ذکر جہر شروع کرے۔

- لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۲۰۰ بار
- اِلَّا اللّٰہُ ۴۰۰ بار
- اَللّٰہُ ۶۰۰ بار

یہ ذکر دوازدہ تسبیح (بارہ تسبیح) ہوا اس کے بعد،

- حق سو(۱۰۰) بار یا کم و بیش بطور سہ ضربی۔

سہ ضربی کا مطلب یہ ہے لفظ حق حق حق کی تین (۳) بار ضرب لگانا، ضرب دل پر مارے پھر سانس توڑ دے، پھر اسی طرح حق حق حق کی تین (۳) ضربیں دل پر مارے۔

تنبیہ: اگر ذکر کے درمیان سوزش (گرمی) معلوم ہو تو فوراً (۱۱) گیارہ بار درود غوثیہ پڑھ لیں۔

درود غوثیہ یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَ الْکَرَمِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ"(۱)

---

(۱)............ترجمہ: اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمارے سردار و آقا حضرت محمد ﷺ جو جود و کرم کا خزینہ ہیں ان پر، ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر درود برکت اور سلام بھیج۔

(۲)ذکر سے پہلے حصار ضرور کر لیں

حصار:

"وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٌۢ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبَارَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ گِرْدِ مَنْ وَ گِرْدِ خَانَهٔ مَنْ وَ گِرْدِ زَنْ وَ فَرْزَنْدَانِ مَنْ وَ گِرْدِ مَالْ وَ دُوْسْتَانِ مَنْ حِصَارِ حِفَاظَتْ تُوْ شَوَدْ تُوْ نِگَهْدَارْ بَاشِی یَآ اَللّٰه بِحَقِّ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَ بِحَقِّ اَهْیًا اَشْرَاهِیًّا وَ بِحَقِّ عَلِیْقًا مَّلِیْقًا تَلِیْقًا اَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِی الْقُلُوْبِ وَ بِحَقِّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ بِحَقِّ یَا مُؤْمِنُ یَا مُهَیْمِنُ وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ بَارِکْ وَ سَلَّمْ "

یہ دعا پڑھکر شہادت کی انگلی پر دم کریں اور اپنے داہنے (سیدھے) کان کے ارد گرد تین بار حصار کی نیت سے گول گول گھمائیں اگر لوگ موجود ہیں جو ذکر میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ان کی طرف منہ کر کے ان پر بھی دم کریں۔

شیخ کے آداب

انکا سایہ اک تجلی انکا نقش پا چراغ

یہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ جلد بارہ (۱۲) صفحہ نمبر ۱۵۲ پر مرشد کے آداب و احترام کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔ پیر صادق حضور سید المرسلین ﷺ کا نائب ہے، اس کے حقوق حضور سید عالم ﷺ کے حقوق کے پرتو ہیں، ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ مرشد کا حق باپ سے زائد ہے اور فرمایا کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا، اور فرمایا کوئی کام اسکی مرضی کے خلاف کو کرنا جائز نہیں اس کے سامنے ہنسنا منع ہے اسکی اجازت کے بغیر بات کرنا منع ہے اسکی مجلس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہونا منع ہے اسکی غیبت (غیر موجودگی) میں اسکے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے اسکی اولاد کی تعظیم لازم ہے اسکی کپڑوں کی تعظیم ضروری ہے اسکے بچونے کی تعظیم واجب ہے اسکی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے، اس سے اپنا کوئی حال چانے کی اجازت نہیں اپنی جان و مال کو اسی کا سمجھے خلاصہ کالام یہ ہے کہ اپنے کو اسکی ملک اور بندۂ بے دام جانے اسکے حکم کو جہاں تک بلا تاویل صریح خلافِ خدا نہ ہو حکمِ خدا اور سول جانے۔

ان تصریحات کے بعد سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرید پر اس کے مرشد صادق کے جو حقوق و آداب ہیں ان کو تفصیل سے نمبر وار بیان فریائے ہیں۔

(۱) مرید یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا، اور اگر دوسری طرف توجہ کریگا تو مرشد کے فیوض وبرکات سے محروم رہیگا۔

(۲) ہر طرف مرشد کا مطیع وفرمانبردار ہو اور جان ومال سے اسکی خدمت کرے کیوں کہ بغیر پیر کی محبت کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

(۳) مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجالائے اور بغیر اسکی اجازت اس کے فعل (کام) کی اقتداء نہ کرے، کیونکہ مرشد بعض اوقات اپنے حال کی مناسبت سے کام کرتا ہے کہ مرید کو اسکا کرنا زہر قاتل (سخت نقصان دہ) ہے۔

(۴) جو وردو وظیفہ مرشد تعلیم کرے اسکو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑدے، خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔

(۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسکی طرف متوجہ رہنا چاہیئے یہاں تک کہ سوائے فرض، واجب اور سنتوں کے کوئی نفل اور وظیفہ اسکی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

(۶) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو اسکا سایہ مرشد کے سایہ اور اسکے کپڑوں پر پڑے

(۷) اسکے مصلّے پر پیر نہ رکھے۔

(۸) اسکی طہارت یا وضوء کی جگہ طہارت یا وضوء نہ کرے۔

(۹) مرشد کے برتنوں کو اسکی اجازت کے بغیر استعمال نہ کرے۔

(۱۰) اسکی اجازت کے بغیر اسکے سامنے نہ بات کرے بلکہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

(۱۱)اسکے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

(۱۲) جس جگہ مرشد بیٹھتا ہے اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔

(۱۳) اور نہ اس طرف تھوکے۔

(۱۴) جو کچھ مرشد کرے اس پر اعتراض نہ کرے، کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے اسمیں حکمت ہے، ہاں اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ یاد کرے۔

(۱۵)اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

(۱۶)اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فوراً اعرض کرے اگر شبہ حل نہ ہو تو اپنی سمجھ کا نقصان جانے، اور اگر مرشد جواب نہ دے تو سمجھ لے کہ میں اس جواب کے لائق نہ تھا۔

(۱۷) مرشد کی اجازت کے بغیر بے ضرورت اس سے علیدہ نہ ہو۔

(۱۸) مرشد کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس سے بات نہ کرے اور بوقت ضرورت مختصر بات کرے اور نہایت توجہ کے ساتھ جواب کا منتظر رہے۔

(۱۹)مرشد کے کلام کو دوسرے سے اسی قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور اگر جس بات کو یہ سمجھ گیا دوسرے لوگ نہ سمجھیں گے تو اسکو نہ بیان کرے۔

(۲۰)مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید کی جانب سمجھ میں آرہا ہو بلکہ اعتقاد کرے شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

(۲۱) جو کچھ اس کا حال برا ہو یا اچھا اسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیبِ قلبی ہے اطلاع کے بعد اسکی اصلاح کرے مرشد کے کشف پر اعتماد کرے سکوت نہ کرے۔

(۲۲) مرشد کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ہو تو اسکی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔

(۲۳) جو کچھ فیض باطنی اسکو ملے اسے مرشد کا طفیل سمجھے، خواب یا مراقبہ میں اگر دیکھے کہ کسی دوسرے بزرگ سے فیض پہنچا تو یہ جانے کہ مرشد کا لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

مزکورہ بالا مرشد کے جملہ حقوق و آداب کو ہر مرید اچھی طرح یاد کرلے اور اس پر جہاں تک ہو عمل کرنے کی کوشش کرے انشاء اللہ مرید کو اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق فیض پہنچے گا خیال رہے مزکورہ بالا حقوق سچے متبع شریعت مرشد کے ہیں فاسق و فاجر خلافِ شرع حرکتوں کا ارتکاب کرنے والے نام نہاد پیروں کے ایسوں سے اجتناب و احتراز لازم و واجب ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حق سمجھنے، حق کو قبول کرنے کی توفیق رفیق بخشے، آمین۔

* * * * * * * * * *